بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ طلاق الادلہ فی حکم الطلاق الثلثہ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے تو اگرچہ اس نے برا کیا مگر اس صورت میں طلاقیں تین ہی واقع ہونگی نہ کہ ایک اور یہ عورت بغیر حلالہ اس مرد کو حلال نہ ہوگی۔ چونکہ زمانہ موجود کے غیر مقلد وہابی اس کے منکر ہیں اور خواہش نفسانی کے ماتحت کہتے ہیں کہ اس صورت میں طلاق ایک ہی واقع ہوگی اور عورت سے رجوع کرنا صحیح ہوگا اس لیے اس بحث میں ایک مقدمہ اور دو باب لکھے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں مسئلہ کے دلائل اور دوسرے باب میں اس پر اعتراضات وجوابات۔

مقدمہ

بہتر یہ کہ اگر عورت کو طلاق دینا ہو تو صرف ایک ہی طلاق طہر میں دے۔ اور اگر تین طلاقیں ہی دینا ہوں تو ہر طہر میں ایک طلاق دے۔ لیکن اگر کوئی بحالت حیض طلاق دیدے یا تینوں طلاقیں ایک دم دیدے تو اگرچہ اس نے برا کیا۔ مگر جو طلاق دے گا وہی واقع ہوگی ایک ساتھ تین طلاقیں دینے کی تین صورتیں ہیں:

(۱) اگر شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے صرف نکاح ہوا ہو اور خلوت نہ ہوئی ہو، ایک دم تین طلاقیں اس طرح دے کہ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، اس صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور آخری دو واقع نہ ہوں گی۔ کیونکہ پہلی طلاق بولتے ہی وہ عورت نکاح سے خارج ہوگئی اور اس پر عدت بھی واجب نہ ہوئی۔ اور طلاق کے لیے نکاح یا عدت چاہیے۔ ہاں اگر اس عورت سے یوں کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں پڑ جائیں گی کیونکہ اس صورت میں تینوں طلاقیں نکاح کی موجودگی میں پڑیں۔ (عامہ کتب)۔

(۲) اگر شوہر اپنی اس بیوی کو جس سے خلوت ہو چکی ہے، اس طرح طلاقیں دے کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق۔ اور اخیری دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کی نیت کرے۔ نہ کہ علیحدہ طلاقوں کی تب بھی دیانۃً، طلاق ایک ہی ہوگی۔ (قاضی اس کی یہ بات نہ مانے گا) کیونکہ اس شخص نے ایک طلاق کی دو تاکیدیں کی ہیں۔ جیسے کوئی کہے کہ پانی پی لو پانی پانی۔ کھانا کھا لو کھانا کھانا، میں کل گیا تھا کل کل۔ ان سب صورتوں میں پچھلے دو لفظوں سے پہلے لفظ کی تاکید ہے۔

(۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو جس سے خلوت ہو چکی ہے۔ بیک وقت تین طلاقیں دے خواہ یوں کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں یا یہ کہے تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ بہر حال طلاقیں تین ہی واقع ہونگی اور یہ عورت اب بغیر حلالہ اس مرد کو حلال نہ ہوگی۔ اس پر امام ابوحنیفہ وشافعی و مالک واحمد اور سلفاً خلفاً جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ ہاں بعض ظاہر بین مولوی اس آخری صورت میں اختلاف کرتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر صاوی میں پارہ دوم زیر آیت فان طلقها فلا تحل لہٗ الایہ (بقرہ:۲۳۰) ہے:

والمعنٰی فان ثبت طلاقها ثلاثا فی مرة او مرات فلاتحل (الخ) کما اذا قال لها انت طالق ثلثا او البتة وهٰذا هو المجمع علیهo

ترجمہ: یعنی علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو تین طلاقیں الگ الگ دے یا ایک دم، عورت بہر حال حرام ہو جائے گی۔

نیز نووی شرح مسلم جلد اول باب الطلاق الثلٰث میں ہے:

وقد اختلف العلمآء فی من قال الامرء تهٖ انت طالق ثلثا فقال الشافعی وملٰك وابو حنفية واحمد و جماهیر العلمآء من السلف والخلف یقع الثلٰث وقال طاء و س بعض اهل الظاهر لا یقع بذٰلك الا واحدةo

ترجمہ: یعنی جو کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو چاروں امام اور سلف وخلف کے عام علماء فرماتے ہیں کہ تین ہی واقع ہوں گی۔ ہاں بعض اہل ظاہر نے کہا ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی۔

بلکہ حجاج ابن ارطات اور ابن مقاتل اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ اس سے ایک طلاق بھی نہ پڑیگی۔ دیکھو نووی یہی مقام۔ چونکہ موجودہ زمانہ کے غیر مقلد ہر جگہ نفس کا آرام ڈھونڈتے ہیں جس چیز میں نفس امارہ کو راحت ملے خواہ وہ باطل سے باطل اور ضعیف قول ہی ہو وہ ہی ان کا دین ایمان ہے۔ اس لیے انہوں نے ابن تیمیہ کا اتباع کرتے ہوئے یہ ہی عقیدہ رکھا ہے کہ ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی واقع ہوگی۔ تفسیر صاوی پارہ دوم زیر آیت فان طلقها فلا تحل لہٗ (بقرہ:۲۳۰) ہے:

واما القول بان الطلاق الثلٰث فی مرة واحدة لا یقع الا طلقة فلم یعرف الا لابن تیمیة من الحنا بلہٗ وقد رد علیه ائمة مذهبهٖ حتی قال العلماء انهٗ الضال المضل ونسبتها

للامام اشھب من ائمة المالكية باطلةo

ترجمہ: یعنی یہ کہنا کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک ہی واقع ہوتی ہے یہ سوا ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی نے بھی نہیں کہا ہے اور ابن تیمیہ کی خود اس کے مذہب کے اماموں نے تردید کردی۔ علماء کرام تو فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے اور اس مسئلہ کی نسبت امام الشھب مالکی کی طرف غلط ہے۔

بہرحال پتا یہ لگا کہ موجودہ غیر مقلد محض نفاسنی آسانی کے لیے یہ باطل عقیدہ لیے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اس مسئلہ کی نفیس تحقیق اپنی تفسیر نعیمی جلد دوم زیر آیت فان طلقها فلا تحل لهٗ الایہ (بقرہ:۲۳۰) میں کردی ہے مگر چونکہ آج کل اس مسئلہ کے متعلق بہت شور مچا ہوا ہے اور ہمارے پاس اس قسم کے سوالات بہت کثرت سے آرہے ہیں اس لیے ہم رب کے بھروسہ پر اس مسئلہ کا فیصلہ کیے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ سے امید قبول ہے اور ناظرین سے امید انصاف، بیان کا یہ ہی طریقہ ہوگا کہ مسئلہ دو بابوں میں بیان کیا جائے گا۔ پہلے باب میں اپنے دلائل اور دوسرے باب میں مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات۔

پہلا باب

اس کے ثبوت میں

بہتر تو یہ ہے کہ طلاق ایک ہی دے، زیادہ دے ہی نہیں۔ اور اگر تین طلاق ہی دینا ہے تو ہر طہر میں ایک طلاق دے تین طہر میں تین۔ ایک دم چند طلاقیں دینا سخت برا ہے۔ لیکن اگر کسی نے ایک دم چند طلاقیں دے دیں تو اگرچہ برا کیا مگر تینوں واقع ہو جائیں گی جیسے طلاق بحالت حیض کہ اگرچہ برا ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) رب تعالیٰ فرماتا ہے:

الطلاق مرتٰن فامساك بمعروف او تسريح باحسانo (بقرہ:۲۲۹)

ترجمہ: یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا اچھے سلوک سے چھوڑ دینا ہے۔

پھر فرماتا ہے:

فان طلقها فلا تحل لهٗo(بقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو طلاقوں تک رجوع کا حق ہے تین میں نہیں اور مرتٰن کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ الگ الگ طلاقیں دینا شرط نہیں جس کے بغیر طلاقیں واقع ہی نہ ہوں خواہ ایک دم دے یا الگ الگ، حکم یہ ہی ہوگا۔

چنانچہ تفسیر صاوی میں اس آیت کے ماتحت ہے:

فان طلقها ای طلقة ثالثة سوآء وقع الاثنتان فی مرة اومرتین والمعنٰی فان ثبت طلاقها ثلثا فی مرة اومرات فلا تحلo

ترجمہ: یعنی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہوجائیں گی خواہ ایک دم دے یا الگ الگ، عورت حلال نہ رہے گی۔

آگے فرماتے ہیں:

کما اذا قال لها انت طالق ثلثا او البتة وھٰذا ھو المجمع علیهo

ترجمہ: یعنی اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہوجائیں گی اس پر امت حضرت محمد ﷺ کا اتفاق ہے۔

اسی طرح اور تفاسیر میں بھی ہے:

(۲) رب تعالیٰ فرماتا ہے: ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسهٗ لا تدری لعل الله یحدث بعد ذٰلك امراo(طلاق:۱)

یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے کہ ایک دم تین طلاقیں دیدے تو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے اگر تین طلاقیں ایک دم دے دے گا تو رجوع نہ کر سکے گا۔اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے والے کی واقع نہ ہوں گی بلکہ فرمایا گیا کہ ایسا آدمی ظالم ہے اگر اس سے طلاق ایک واقع ہوتی تو یہ ظالم کیسے ہوتا؟

نووی شرح مسلم باب الطلاق الثلٰث میں ہے:

واحتج الجمھور بقولهٖ تعالیٰ ومن یتعد حدود الله فقد ظلم نفسهٗ الخ قالوا معناه ان

المطلق قد یحدث لہٗ ندم فلا یمکنہٗ تدار کہٗ لو قوع البینونۃ فلو کانت الثلٰث لم تقع طلاقہٗ ھٰذا الا رجعیا فلا یندمo

ترجمہ وہ ہی جو ہم اوپر عرض کر چکے ہیں۔

(۳) بیہقی اور طبرانی میں سوید ابن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی عائشہ خثعمیہ کو ایک دم تین طلاقیں دے دیں۔ بعد میں خبر ملی کہ وہ امام حسن کے فراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے اور فرمانے لگے کہ اگر میں نے اپنے والد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو الگ الگ یا ایک دم تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت بغیر حلالہ اسے جائز نہیں تو ضرور رجوع کر لیتا۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں:

لو لا انی سمعت جدی وحدثنی ابی انہٗ سمع جدی یقول ایما رجل طلق امراتہٗ ثلثا عند الاقراء اوثلثا مبھمۃ لم تحل لہٗ حتّٰی تنکح زوجا غیرہٗ (سنن کبریٰ لبیھقی جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۶)o

(۴) اسی سنن کبریٰ بیہقی میں حبیب ابن ابی ثابت کی روایت سے ہے:

قال جآء رجل الٰی علی رضی اللہ عنہ فقال طلقت امراتی الفا قال ثلٰث تحرمھا علیك واقسم سائر ھا بین نسائك (سنن کبریٰ لبیھقی جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۵)o

ترجمہ: یعنی ایک شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا کہ تین طلاقوں نے اسے تجھ پر حرام کر دیا۔ باقی طلاقیں اپنی اور بیویوں کو بانٹ دے۔ یعنی وہ لغو ہیں ظاہر ہے کہ اس سائل نے یہ ہزار طلاقیں ہزار مہینوں میں تو نہ دی ہوں گی ورنہ ۸۲ سال ۲ مہینے اسی میں صرف ہو جاتے ہیں۔ ایک دم ہی دی تھیں اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے تینوں جائز رکھیں۔

(۵) بیہقی میں ہے:

عن جعفر ابن محمد عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لاتحل لہٗ حتٰی تنکح زوجا غیرہٗ (سنن کبریٰ لبیھقی جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۵)o

ترجمہ: یعنی امام جعفر صادق اپنے جد امجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

کہ جو کوئی اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے تو بیوی بغیر حلالہ حلال نہیں۔

اس کی تائید بیہقی کی اس روایت سے ہوتی ہے جو اس مقام پر ابی یعلیٰ سے مروی ہے:

عن علی رضی اللہ عنہ فیمن طلق امرء تہٗ ثلثا ان یدخل بھا قال لا تحل لہٗ حتّٰی تنکح زوجا غیرہٗ o

(۶) بیہقی نے محمد ابن ایاز ابن کبیر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے پہلے ایک دم تین طلاقیں دیدیں پھر اس کا خیال ہوا کہ اس سے دوبارہ نکاح کرے۔تو وہ ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ان دونوں صحابیوں نے فرمایا کہ ہم اس نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں دیکھتے جب تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے۔وہ بولا حضرت! میں نے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی تھیں اس پر حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے قبضہ میں بچا کچا تھا تو نے اسے اکٹھا ہی دیدیا۔حدیث کہ آخری الفاظ یہ ہیں:

فسئل ابا ھریرۃ وعبداللہ ابن عباس عن ذالك فقال لا نری ان تنکحھا حتّٰی تنکح زوجا غیرك قال انما کان طلاقی ایاھا واحدۃ فقال ابن عباس انك ارسلت من یدك ما کان لك من فضل (سنن کبریٰ جلد ۷ صفحہ ۳۳۵)o

(۷) اسی بیہقی میں عبدالحمید ابن رافع سے بروایت عطا ہے کہ کسی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔فرمایا تین لے لو اور ستانوے چھوڑ دو۔عبارت یہ ہے:

ان رجلا قال لا بن عباس طلقت امراتی مائۃ قال تاخذ ثلثا وتدع سبعا و تسعین (سنن کبریٰ جلد ۷ صفحہ ۳۳۷)o

(۸) بیہقی میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ ابن عباس سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں۔آپ نے فرمایا تین لے لو اور نو سو ستانوے چھوڑ دو۔عبارت یہ ہے:

ان رجلا جآء الی ابن عباس و قال طلقت امراتی الفا فقال تاخذ ثلثا وتدع تسع مائۃ و سبعۃ وتسعین (سنن کبریٰ بیھقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۷)o

(۹) بیہقی میں براویت سعید ابن جبیر ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے اس شخص سے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری بیوی حرام ہوگئی۔عبارت یہ ہے:

عن ابن عباس حرمت عليك(سنن کبریٰ بیهقی جلد۷صفحہ۳۳۷)o

(۱۰) بیہقی میں بروایت عمرو ابن دینار ہے کہ کسی شخص نے عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ جوکوئی اپنی بیوی کو ستاروں کے برابر طلاقیں دے اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اس سے کہہ دو کہ تجھے برج جوزہ کا سرہی کافی ہے۔خیال رہے کہ برج جوزہ کے سر پر تین ستارے ہیں۔عبارت یہ ہے:

عن عمرو ا بن دينار ان ابن عباس سئل عن رجل طلق امراتهٗ عدد النجوم فقال انما يكفيك راس الجوزاء(سنن کبریٰ بیهقی جلد۷صفحہ۳۳۷)o

(۱۱) ابن ماجہ شروح ابواب الطلاق باب من طلق ثلثا فی مجلس واحد میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں ایک دم دے دیں۔ان تینوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھا عبارت یہ ہے:

قالت طلقنی زوجی ثلثا وهو خارج الى اليمن فاجاز ذٰلك رسول الله صلى الله عليه وسلمo

(۱۲) حاکم، ابن ماجہ، ابوداؤد نے عبداللہ ابن علی ابن یزید ابن رکانہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرے دادا کانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی۔پھر وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا اورعرض کیا کہ میں نے ایک کی نیت کی تھی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ کی قسم تم نے ایک ہی کی نیت کی تھی۔عرض کیا قسم ہے رب کی میں نے نہ نیت کی مگر ایک کی۔پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان پر واپس فرمادیا چنانچہ ابن ماجہ اور ابوداؤد میں ہے:

عن عبدالله ابن على ابن يزيد ابن ركانة عن ابيه عن جده انهٗ طلق امراتهٗ البتة فاتٰى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسالهٗ فقال ماردت بها قال واحدة قال او الله ما اردت بها الا واحدة قال والله ماردت بها الا واحدة قال فردها اليهo(ابن ماجه باب طلاق البتة وابو دائود باب البتة)

اگر ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت رکانہ سے اس نیت کی قسم کیوں لیتے انہوں نے کہا تھا: انت طالق طالق طالق اور آخری دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کی تھی۔اس

لیے اسے ایک قرار دے گیا یہ روایت نہایت صحیح قابل اعتماد ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ ما اشرف ھٰذا الحدیث یہ کیا ہی شریف الاسناد ہے۔ ابوداؤد نے فرمایا ہے: ھٰذا الصح من حدیث ابن جریح یہ روایت بمقابلہ روایت ابن جریح زیادہ صحیح ہے۔

(۱۳) امام مالک وشافی وابوداؤد وبیہقی میں بروایت معاویہ ابن ابی عباس ہے کہ کسی نے حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ جوکوئی اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دیدے۔ اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک طلاق اسے جدا کردیگی اور تین حرام کہ بغیر حلالہ نکاح درست نہ ہوگا۔ عبداللہ ابن عباس نے اس کی تاکید فرمائی۔ عبارت یہ ہے:

عن محمد ابن ایاس ان ابن عباس و ابا ھریرۃ وعبداللہ ابن عمر و ابن العاص سئلوا عن البکر ویطلقھا زوجھا ثلثا قال لا تحل لہٗ حتّٰی تنکح زوجا غیرہٗ وروٰی مٰلک عن یحیی ابن سعید عن بکیر ابن اشج عن معاویۃ ابن ابی عیاش انہٗ شھد ھٰذاہٖ القصۃo(ابو دائود باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث)

(۱۴) بیہقی نے بسام صریفی سے روایت کی کہ جعفر ابن محمد فرماتے ہیں کہ جوکوئی اپنی بیوی کو نادانی سے یا جان بوجھ کر تین طلاقیں دیدے وہ عورت اس پر حرام ہوجائے گی۔

(۱۵) اسی بیہقی نے مسلمہ ابن جعفر احمد سے روایت کی کہ میں نے امام جعفر ابن محمد رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا آپ یہ فرماتے ہیں کہ جوکوئی ایک دم تین طلاقیں دے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی؟ فرمایا معاذ اللہ ہم نے یہ کبھی نہ کہا۔ اس کی طلاقیں تین ہی ہوں گی۔ (تفسیر روح المعانی پارہ دعم)

(۱۶) مسلم شریف کتاب الطلاق باب الطلاق الثّلٰث میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ قانون بنادیا گیا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی۔ عبارت یہ ہے:

فقال عمر ابن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھمo

(۱۷) اس حدیث کی شرح نووی میں ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع اس پر ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کبھی غلط پر اجماع نہیں کرسکتے۔

(۱۸) جب شوہر کو تین طلاقیں دینے کا حق ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ دے تین اور پڑے ایک مالک کا تصرف معتبر ہونا چاہیے۔

(۱۹) فعل حرام ہونے سے قانون نہیں بدل جاتا۔ایک دم تین طلاقیں دینا بیشک سخت منع ہے لیکن جب شوہر تین طلاقیں منہ سے بدل رہا ہے کیوں نہ ہوں دیکھو چوری کی چھری سے جانور ذبح کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی ذبح کرے تو ذبیحہ بیشک حلال ہے۔بحالت حیض طلاق دینا حرام ہے لیکن اگر کوئی دیدے تو واقع ہو جائے گی۔

(۲۰) اسقاط میں مسبب سبب سے وابستہ ہوتا ہے کہ سبب کے ہوتے ہی مسبب کا ہونا ضروری ہے۔ہدایہ کتاب الوکالت میں ہے:

لان الحکم فیھا لایقبل الفصل عن السبب لانہٗ اسقاط فیتلا شیٰ ہ

یعنی اسقاط میں حکم اپنے سبب سے علیحدہ نہیں ہوسکتا طلاق بولنا سبب ہے،اورطلاق واقع ہونا اسکا حکم اورطلاق زوج کی ملکیت کا محض ساقط کرنا ہے،لہٰذا ناممکن ہے کہ سبب پایا جائے اور حکم نہ پایا جائے کہ وہ بولے تین اور پڑے ایک۔

(۲۱) جمہور علماءخصوصاً چاروں ائمہ ابوحنیفہ وشافعی و مالک و احمد رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے کہ ایک دم طلاقیں دینے سے تین ہی واقع ہوں گی اس کی مخالفت امت مسلمہ کی مخالفت ہے جو گمراہی ہے۔غرضیکہ یہ مسئلہ قرآن وحدیث اجماع صحابہ اقوال علماء،محدثین ومفسرین دلائل عقلیہ ہی سے ثابت ہے اس کی مخالفت عقل ونقل کی مخالفت ہے۔

دوسرا باب

اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

غیر مقلدین اس مسئلہ پر اب تک حسب ذیل اعتراضات کر سکے ہیں انشاء اللہ اس سے زیادہ انہیں نہ ملیں گے بلکہ عام غیر مقلدوں کو تو اتنے بھی نہیں معلوم جو ہم ان کی وکالت میں بیان کرتے ہیں۔

اعتراض ا: رب تعالیٰ فرماتا ہے: الطلاق مرتٰن فامساك بمعروف او تسریح باحسان (بقرہ:۲۲۹)

کچھ آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے: فان طلقھا فلا تحل لہٗ (بقرہ:۲۳۰) مرتٰن اور فان کی ف سے معلوم ہوا کہ طلاقیں الگ الگ چاہئیں۔ایک دم تین طلاقیں الگ الگ کہاں ہوئیں۔مرتٰن علیحدگی بتارہا ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ اس آیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہی ہوں

گی بلکہ مقصد یہ ہے کہ طلاق رجعی دو طلاقیں ہیں۔ الطلاق میں الف لام عہدی ہے پھر فرمایا کہ جو کوئی دو سے زیادہ یعنی تین دے تو بغیر حلالہ اسے عورت حلال نہیں۔ تفسیر احمدی وصاوی وجلالین میں ہے:

الطلاق ای التطلیق الذی یراجع بعدہٗ مرتٰنo

ترجمہ: ایسی طلاق جس کے بعد رجوع ہوسکتا ہے دو مرتبہ ہے۔

دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جاوے کہ مرتان سے تین طلاقوں کی علیحدگی مراد ہے تو یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے اس میں بھی طلاق کی لفظاً علیحدگی ہے اور یہ کہنا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں۔ اس میں عددی علیحدگی، کیونکہ علیحدگی کے بعد کیسے عدد بنے گا؟ آیت کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ طلاقوں کے درمیان ایک حیض کا فاصلہ ہونا شرط ہے۔ رب تعالٰی فرماتا ہے: ارجع البصر کرتین (ملک:۴) آسمان کو بار بار دیکھو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہینہ میں ایک ہی بار دیکھ لیا کرو تیسرے یہ کہ تمہاری تفسیر سے بھی آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ طلاقیں الگ الگ ہونی چاہئیں۔ ہم بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ بیشک ایک دم طلاقیں دینا سخت منع ہے۔ الگ الگ دینا ہی ضروری ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ جو کوئی حماقت سے ایک دم تین طلاقیں دیدے تو واقع بھی ہونگی یا نہیں، اس سے آیت ساکت ہے۔

اعتراض ۲: مسلم شریف کتاب الطلاق میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی بلکہ شروع عہد فاروقی میں بھی حکم یہ تھا کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہوں گی عبارت یہ ہے:

عن ابن عباس قال کان الطلاق علٰی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و ثنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃo

نیز اسی مسلم میں اسی جگہ ہے کہ ابو الصحباء نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی میں تین طلاقیں ایک مانی جاتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ عبارت یہ ہے:

ان ابا الصحبآء قال لابن عباس اتعلم انما کانت الثلٰث تجعل واحدۃ علٰی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و ثلثا من امارۃ عمر فقال ابن عباس نعم o

ان حدیثوں سے صراحۃ، معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہیں۔

نوٹ: غیر مقلدوں کا یہ انتہائی اعتراض ہے۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں: ایک یہ کہ یہ حدیث منسوخ ہے کیونکہ سیدنا ابن عباس ہی کی تو یہ روایت ہے

اورخود ان ہی کا یہ فتویٰ ہے کہ ایک دم تین طلاقیں، تین طلاقیں ہی ہوں گی جس کا ذکر پہلے باب میں ہو چکا اور جہاں راوی حدیث کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو وہاں معلوم ہوگا کہ اس راوی کے علم میں یہ حدیث منسوخ ہے۔ نیز صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق کا یہ قانون بنا دینا کہ ایک دم تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور اس پر عمل درآمد ہو جانا اور کسی صحابی بلکہ خود سیدنا عبداللہ ابن عباس کا اس پر اعتراض نہ کرنا بآواز بلند خبر دیتا ہے کہ وہ حدیث یا منسوخ ہے یا مؤول۔ کیا صحابہ کرام حدیث کے خلاف اجماع کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اس حدیث میں اس عورت کو طلاق دینا مراد ہے جس سے خلوت نہ ہوئی ہو اور واقعی اگر کوئی شخص اپنی ایسی بیوی کو تین طلاقیں ایک دم اس طرح دے کہ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تو اول ہی واقع ہوگی اور آخر دو طلاقیں لغو۔ چنانچہ ابوداؤد کتاب الطلاق باب نسخ المراجعة التطليقات الثلب میں ہے کہ ابوصحباء نے عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ آپ کو خبر نہیں کہ زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی اور شروع خلافت فاروقی میں جو کوئی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تو ایک ہی مانی جاتی تھی۔ فرمایا ہاں جو غیر مدخول بہا بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا۔ اس کی طلاق ایک پڑتی تھی عبارت یہ ہے:

قال ابن عباس بلٰی کان الرجل اذا طلق امراتهٗ ثلثا قبل ان یدخل بها حعلوها واحدة الخo

اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ مسلم کی روایت کا یہ ہی مطلب ہے اور یہ حکم اب بھی باقی ہے، جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے۔ تیسرے یہ کہ زمانہ نبوی اور زمانہ صدیقی میں لوگ تین طلاقیں اس طرح دیتے تھے کہ تجھے طلاق ہے طلاق طلاق۔ گویا پچھلی دو طلاقوں سے پہلی طلاق کی تاکید کرتے تھے اور زمانۂ فاروقی میں لوگوں کا یہ حال بدل گیا کہ وہ تین طلاقیں ہی دینے لگے۔ لہٰذا صورت مسئلہ بدلنے سے حکم بدل گیا۔ نووی شریف میں ہے:

فالا صح ان معناه انهٗ کان فی اول الامر اذا قال لها انت طالق انت طالق انت طالق ولم ینو تاکیدا ولا استینا فایحکم بو قوع طلقة لقلة ارادتهم الاستیناف بذٰلك محول علی الغالب الذی هو ارادة التاکید فلما کان فی زمن عمر رضی الله عنه و کثر استعمال الناس بهٰذه الصیغة و غلب منهم ارادة الاستیناف بها حملت عند الطلاق علی الثلٰث عملا بالغالب السابق الفهم منها وفی ذٰلك العصرo

ترجمہ: یعنی چونکہ زمانہ نبوی میں عام طور پر لوگ تین طلاقوں میں اول طلاق سے طلاق کی نیت کرتے اور پچھلی دو سے تاکید کرتے تھے۔ اس لیے جو کوئی بغیر نیت کے بھی ایک دم تین طلاقیں دیتا تو ایک ہی مانی

جاتی تھی۔ کہ اس وقت غالب حال یہ ہی تھا مگر زمانہ فاروقی میں لوگ عام طور پر تین طلاقوں سے تین ہی کی نیت کرنے لگے۔ اس لیے تین جاری کر دی گئیں۔

صورت مسئلہ بدلنے سے حکم مسئلہ بدل گیا دیکھو قرآن شریف میں زکوٰۃ کے مصرف آٹھ بیان ہوئے مؤلفۃ القلوب (کفار مائل باسلام) کو بھی زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی۔ مگر زمانہ فاروقی میں صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا کہ مصرف زکوٰۃ صرف سات ہیں، مؤلفۃ القلوب خارج۔ کیونکہ نزول قرآن کے وقت مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی اس لیے ایسے کافروں کو زکوٰۃ دے کر مائل کیا جاتا تھا۔ عہد فاروقی میں نہ مسلمانوں کی قلت رہی نہ کمزوری، لہٰذا ان کو زکوٰۃ دینا بند کر دیا گیا۔ وجہ بدلنے سے حکم بدلا، نسخ نہیں کیا گیا۔ اب تک زید فقیر تھا اسے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا۔ اب غنی ہو گیا تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہو گیا۔ کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی، اب پاک ہو گیا اس سے نماز جائز ہو گئی۔ ہندوستان میں آج کل کوئی طلاق کی تاکید جانتا بھی نہیں تین ہی کی نیت سے طلاقیں دیتے ہیں تو عجیب بات ہے کہ صورت مسئلہ کچھ اور، حکم کچھ اور دیا جائے۔ اللہ غیر مقلدوں کو عقل دے جس سے حدیث کا مقصد صحیح سمجھا کریں۔

اعتراض ۳: ابوداؤد جلد اول اور درمنثور جلد اول ۲۷۹ و عبدالرزاق و بیہقی نے عبداللہ ابن عباس سے روایت کی کہ عبد یزید ابو رکانہ نے اپنی بیوی ام رکانہ کو طلاق دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ طلاق سے رجوع کر لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تین طلاقیں دی ہیں فرمایا ہاں ہم جانتے ہیں مگر رجوع کر و اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

یٰٓایھا النبی اذا طلقتھم النسآء فطلقوھن لعدتھنo (طلاق:۱)

"اے نبی جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو"۔

ابوداؤد وغیرہ کی عبارت یہ ہے:

طلق عبد یزید ابو رکانۃ ام رکانۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجع بامراتك فقال انی طلقتھا ثلثا قال قد علمت ارجعھا وتلا یٰٓایھا النبیo (الآیۃ)

(بیہقی سنن کبریٰ جلد ۷ صفحہ ۳۳۹ و ابوداؤد باب نسخ المراجعۃ صفحہ ۲۹۹)

اگر اکٹھی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتیں تو رجوع ناممکن تھا وہاں تو حلالہ کی ضرورت درپیش آتی۔ معلوم ہوا کہ ایک طلاق باقی رکھی گئی اور دو کو رد کر دیا گیا حالانکہ خود ابو رکانہ عرض کر رہے ہیں کہ میں نے تین طلاقیں دی ہیں۔ یہاں تاکید کا احتمال نہیں اور پھر بھی ایک ہی مانی گئی۔

جواب: افسوس کہ معترض نے ابوداؤد اور بیہقی کی آدھی روایت نقل کی آگے اس اعتراض کا نہایت نفیس جواب وہاں ہی دیا گیا ہے جسے معترض چھوڑ گیا۔اس جگہ ابوداؤ د بیہقی میں ہے کہ نافع ابن عجیر اور عبداللہ بن علی ابن یزید ابن رکانہ نے اپنے دادا رکانہ سے روایت کی کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی لہٰذا حضور نے ان کی بیوی کو ان کی طرف واپس کر دیا۔ یہ حدیث دیگر احادیث سے صحیح ہے کیونکہ اس کا بیٹا اور اس کے گھر والے اس کے حالات سے بمقابلہ غیروں کے زیادہ واقف ہوتے ہیں۔ رکانہ کے پوتے تو فرماتے ہیں کہ میرے دادا نے میری دادی کو طلاق بتہ دی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ طلاقیں تین دیں۔ لامحالہ پوتے کی روایت زیادہ صحیح ہوگی۔عبارت یہ ہے:

وحديث نافع ابن عجير و عبدالله ابن على ابن يزيد ابن ركانة عن ابيه عن جدهٖ ان ركانة طلق امراته البتة فردها النبى صلى الله عليه وسلم اصح لانهم ولد الرجل واهلهٗ اعلم بهٖ ان ركانة انما طلق امراته البتة وجعلها النبى صلى الله عليه وسلم واحدةo(سنن کبریٰ بیہقی وابوداؤد یہ ہی مقام)

خلاصہ: یہ کہ تین طلاق والی روایات سب ضعیف ہیں بلکہ امام بیہقی نے اسی جگہ فرمایا ہے کہ عبداللہ ابن عباس سے آٹھ روایتیں اس کے خلاف ہیں اور پھر رکانہ کی اولاد سے بھی طلاق بتہ کی روایت ہے۔ بتاؤ کہ تین طلاقوں والی ایک روایت معتبر ہوگی یا طلاق بتہ والی آٹھ اور ایک،نو روایتیں۔بیہقی کی عبارت یہ ہے:

وهٰذاالاسناد لاتقوم بهٖ الحجة مع ثمانية وردعن ان عباس فتياه بخلاف ذٰلك ومع رواية اولاد ركانة ان طلاق ركانة كانت واحدة و بالله التوفيقo(سنن کبریٰ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۳۹)

ہم پہلے باب میں عرض کر چکے ہیں کہ ابو رکانہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا تھا کہ یا حبیب اللہ! میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی اور نبی ﷺ نے اس پر قسم بھی لی تھی تب انہیں رجوع کا حکم دیا۔امام نووی نے فرمایا کہ ابو رکانہ کی تین طلاقوں کی روایت ضعیف ہے اور مجہول لوگوں سے مروی ہے۔ان کی طلاق کے متعلق صرف وہی روایت صحیح ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے طلاق بتہ دی تھی۔اور لفظ بتہ میں ایک کا بھی احتمال ہوتا ہے اور تین کا بھی۔شاید تین طلاق کے ضعیف راوی نے سمجھا کہ بتہ تین طلاق کو کہتے ہیں۔اس لیے بجائے بتہ کے تین کی روایت بالمعنیٰ کر گیا۔جس میں اس نے سخت غلطی کی۔عبارت یہ ہے:

واما الرواية التى رواها المخالفون ان ركانة طلق ثلثا فجعلها واحدة فرواية ضعيفة عن

قوم مجھولین وانما الصحیح منھا ما قدمناہ انہٗ طلقھا البتۃ ولفظ البتۃ محتمل للواحدۃ وللثلٰث ولعل صاحب ھٰذا الرویۃ الضعیفۃ اعتقدان لفظ البتۃ یقتضی ثلاث فرواہ بالمعنی الذی فھمہٗ و غلط فی ذٰالکo

اعتراض۴: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو بحالت حیض تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔ جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قرار دیا اور اس سے رجوع کرنے کا حکم دیا اگر یہ طلاقیں تین ہی ہوتیں تو رجوع ناممکن ہوتا۔

جواب: یہ غلط ہے حق یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق ایک ہی دی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجوع کا حکم دیا کیونکہ طلاق بحالت طہر ہونی چاہیے۔ چنانچہ مسلم شریف جلد اول باب تحریم الطلاق الحائض میں ہے:

عن نافع عن عبداللہ انہٗ طلق امراۃ لہٗ وھی حائض تطلیقۃ واحدۃ فامرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یراجع ثم یمسکھا حتّٰی تطھرo

نیز نووی شریف شرح مسلم باب الطلاق الثلٰث میں فرمایا:

واما حدیث ابن عمر فالروایات الصحیحۃ التی ذکرھا مسلم وغیرہ انہٗ طلقھا واحدۃo

ان کے متعلق تین کی روایات بالکل ضعیف ہیں۔

اعتراض۵: تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۴۷ الطلاق مرتٰن کی تفسیر میں ہے:

معنہ ان تطلیق الشرعیۃ یجب ان یکون تطلیقۃ علی التفریق دون الجمع والارسال وھٰذا التفسیر ھو قول من قال الجمع بین الثلٰث حرامo

ترجمہ: یعنی طلاق شرعی الگ الگ بغیر جمع کے دینا واجب ہے یہ ہی ان لوگوں کی تفسیر ہے جنہوں نے کہا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا حرام ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایک دم تین طلاقیں شرعی طلاق نہیں۔

جواب: اس کا کون منکر ہے بیشک طلاقیں الگ الگ ہی دینا ضروری ہیں، گفتگو اس میں ہے کہ اگر کوئی اپنی حماقت سے تین طلاقیں اکٹھی دے دے تو واقع بھی ہونگی یا نہیں۔ تفسیر کبیر کی اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ تین واقع نہ ہوں گی صرف یہ ہے کہ یہ کام ناجائز ہے۔ کسی چیز کا حرام ہونا اور چیز ہے اور اس پر شرعی احکام کا مرتب ہونا کچھ اور۔

رمضان شریف میں دن میں کھانا پینا حرام ہے لیکن اگر کوئی کھا جائے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ زنا حرام ہے لیکن اگر کوئی کرے تو اس پر غسل ضرور واجب ہو جائے گا۔ حرمت کا اثر اسباب کی سببیت پر نہیں پڑتا۔

اعتراض ۶: تفسیری کبیر مصری جلد دوم صفحہ ۲۴۷ میں ہے:

وهو اختيار كثير من علمآء الدين انهٗ لو طلقها اثنتين او ثلثا يقع الا الواحدة٥

ترجمہ: یعنی بہت علماء دین نے یہ بھی اختیار کیا ہے کہ اگر کوئی اکٹھی دو یا تین طلاقیں دیدے۔ تو اس سے ایک ہی واقع ہوگی۔

معلوم ہوا کہ عام علماء اسلام کے نزدیک اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی ہوتی ہیں۔

جواب: معترض نے یہ نہ بتایا کہ وہ کون سے علماء ہیں جن کا یہ مذہب ہے اور ہم بتائیں وہ علماء ابن تیمیہ اور اس کے وہابی پیروکار ہیں۔ انہیں کا یہ مذہب ہے جیسا کہ ہم پہلے باب میں تفسیر صاوی کے حوالہ سے نقل کر چکے ہیں۔ اور ابن تیمیہ اور اس کے متبعین کو علماء کرام نے گمراہ اور گمراہ گر لکھا ہے۔ نیز معترض نے تفسیر کبیر کی پوری عبارت نقل نہ کی۔ اس عبارت کے آگے یہ ہے:

والقول الثانی وهو قول ابی حنيفة رضی الله عنه انهٗ وان كان محرما الا انهٗ يقع٥

ترجمہ: یعنی دوسرا قول امام ابوحنیفہ کا ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں دینا اگرچہ منع ہے لیکن واقع ہو جائیں گے۔

کچھ آگے جا کر تفسیر کبیر نے فرمایا کہ ائمہ مجتہدین کا یہی مذہب ہے کہ جسے تین طلاقیں دی جائیں وہ شوہر کے لیے حلال نہیں۔ دیکھو تفسیر کبیر مصری جلد دوم صفحہ ۲۶۵۔

اعتراض ۷: عقل بھی چاہتی ہے کہ اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی مانی جائیں کیونکہ جن جن چیزوں کی علیحدگی کا حکم ہے۔ ان کو اکٹھا کر دینا ایک کے حکم میں ہوتا ہے مثلاً لعان میں الگ الگ چار قسمیں کھانا واجب ہے۔ اور حج میں جمروں پر الگ الگ سات کنکر مارنا واجب ہیں اگر کوئی چاروں میں ایک لفظ سے قسم کھائے تو یہ ایک قسم مانی جائے گی کہ تین قسمیں اور کھانی پڑیں گی۔ اگر کوئی ساتوں کنکر ایک دم پھینک دے تو ایک ہی رمی مانی جائیگی اور چھ کنکر اس کے علاوہ مارنے ہوں گے۔ ایسے ہی اگر کوئی قسم کھائے کہ میں ہزار درود پڑھوں گا اور پھر اس طرح پڑھے: اللهم صلی علیٰ سیدنا محمد الف مرة٥ تو اس کا یہ درود ہزار مانا نہ جائے گا بلکہ ایک ہی مانا جائے گا۔ لہٰذا چاہیے کہ اگر کوئی ایک دم تین طلاقیں دے دے تو ایک ہی واقع ہو نہ کہ تین۔

جواب: الحمدللہ آپ قیاس کے تو قائل ہوئے اور آپ نے قیاس کرنے کی زحمت گوارا فرمائی مگر جیسے آپ ویسے آپ کا قیاس۔ جناب! لعان اور رمی میں فعل مقصود ہے نہ کہ اس کا اثر اور طلاق میں اثر مقصود ہے نہ کہ محض فعل، لہٰذا یہ قیاس صحیح نہیں۔ لعان کی ہر قسم ایک گواہ کے قائم مقام ہے۔ جب کہ زنا میں گواہیاں چار ہیں تو لعان میں جو اس کا قائم مقام ہے یعنی فعل قسم بھی چار ہی چاہئے۔ بیک لفظ چار قسمیں کھانے میں فعل ایک ہی ہوا۔ نیز رمی جمروں میں سات فعل چاہئیں ایک دم سات کنکر پھینک دینے میں مفعول سات ہوئے مگر فعل ایک چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمی میں سات فعل فرمائے ہیں اس کی پیروی چاہئے۔ درود شریف میں ثواب بقدر محنت ملتا ہے ایک ہزار درود کی منت اتنی محنت کی منت ہے اور ظاہر ہے کہ ایک بار **الف مرۃ** کہہ لینے میں ہزار درود کی محنت نہیں پڑتی۔ لہٰذا ان کے احکام بھی مختلف، قسم کا مدار عرف پر ہوتا ہے۔ طلاق کونسا ثواب کا کام ہے۔ تاکہ اس میں زیادہ محنت کا ثواب ملے۔ غرضیکہ تمام اعتراضات مکڑی کے جالے کی طرح کمزور ہیں ان سب کی بناء تن آسانی اور نفس پروری ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن وحدیث کی صحیح فہم عطا فرمائے۔ اگر تین طلاقوں سے ایک ہی واقع ہو اور شوہر بیوی سے الگ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر تینوں واقع ہو جائیں اور بغیر حلالہ رجوع کرلیا جائے تو عمر بھر حرام کاری ہوگی۔ لہٰذا احتیاط بھی اسی میں ہے کہ تین طلاقیں تین ہی مانی جائیں اسی لئے علماء اصول فرماتے ہیں کہ اباحت اور حرمت میں جب تعارض ہو تو حرمت کو ترجیح ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ ونور عرشہٖ سیدنا و مولانا محمد والہٖ و اصحابہٖ اجمعین برحمتہٖ وھو ارحم الرحمین۔

احمد یار خان غفرلہ ولابیہ ومرشدہ بدایونی مقیم گجرات پاکستان